اسلام اور عالمگیریت



ڈاکٹر خالد علوی

دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

اسلام اور عالمگیریت

ڈاکٹر خالد علوی

دعوۃ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

کتاب	:	اسلام اور عالمگیریت
مصنف	:	ڈاکٹر خالد علوی
نگران طباعت	:	حیران خٹک
اشاعت اول	:	۲۰۰۶
تعداد	:	۳۰۰۰
طابع	:	ادارہ تحقیقات اسلامی پریس اسلام آباد
قیمت	:	۱۸ روپے

ISBN-969-556-087-3

ناشر

دعوۃ اکیڈمی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی پوسٹ بکس ۱۴۸۵ اسلام آباد

فہرست

پیش لفظ

مسلمانوں کو عالمی سطح پر جو چیلنج درپیش ہے اس کا ایک پہلو عالمگیریت ہے۔ عالمی ساہوکاروں اور گلوبل کیپٹلزم کے منتظمین نے پوری دنیا کو اپنی گرفت میں لینے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ دنیا کے معاشی وسائل پر کنٹرول اور انسانی معاشروں کو مغربی معاشرت و اخلاق کے نمونہ پر ڈھالنا ان کا ہدف ہے۔ عالمی میڈیا عالمگیریت کو خوبصورت بنا کر پیش کر رہا ہے اور انسانیت کو یہ یقین دلایا جا رہا ہے کہ اس کی فلاح و بہبود اسی میں مضمر ہے حالانکہ یہ عالمی استعمار کا دوسرا نام ہے۔ چہرے کو روشن کر کے پیش کیا جا رہا ہے اور اندرونی تاریکی کو پوشیدہ رکھا جا رہا ہے۔ مسلم اہل دانش کی ذمہ داری ہے کہ عالمگیریت کے اصلی چہرے کو بے نقاب کریں۔

ذیل کی سطور میں ابتدائی کوشش کی گئی ہے۔ سادہ اور سہل انداز میں حقیقت حال پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دعوت الی اللہ کے کارکنوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ کفر کے دام ہمرنگ زمیں کا ادراک کریں اور نئی اصطلاحات اور جدید اظہارات کی تہہ میں پوشیدہ مسلم مخالفت کو سمجھیں۔ توسیع دعوت میں سب سے بڑی

رکاوٹ لوگوں کا ذہنی الجھاؤ ہوتا ہے۔ جدید اصطلاحوں کے ذریعے میڈیا جو کنفیوژن پیدا کر رہا ہے
دُور کرنا بے حد ضروری ہے۔

اُمید ہے کہ یہ چند سطور عالمگیریت کی اصل حیثیت سمجھنے میں مدد دیں گی۔

ڈاکٹر خالد علوی

ڈائریکٹر جنرل، دعوۃ اکیڈمی

اسلام اور عالمگیریت

پس منظر

پچھلے دس برسوں میں عالمی سطح پر معاشی، سیاسی، معاشرتی اور تکنیکی میدانوں میں اتنی تیزی سے اور ایسے ڈرامائی انداز میں تبدیلیاں آئی ہیں جو پہلے کبھی مشاہدے میں نہیں آئی تھیں۔ ابلاغ کی سہولتوں نے جغرافیائی حدود کے تصور کو ختم کر دیا ہے۔ ابلاغ کی اس صلاحیت نے تجارت اور مالی معاملات کی درجہ بندی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اسی انقلاب اور اس کے انتظام کو عالمگیریت (Globalization) کا نام دیا جا رہا ہے۔

گلوبلائزیشن یا آفاقیت

گلوبلوئزیشن ایک کثیر الجہت منظر ہے۔ مختلف لوگوں نے اس کی تعریف مختلف انداز میں کی ہے۔ بعض لوگوں نے معاشی پہلو پر توجہ مرکوز کی ہے۔ لہٰذا وہ اسے عالمی معیشت کی صورت میں دیکھتے ہیں۔ کچھ لوگ اسے کلچر کے نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں لہٰذا ان کے نزدیک گلوبلائزیشن کے ثقافتی اثرات اور تبدیلیاں اہمیت رکھتی ہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو اسے سیاسی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں اور سیاسی انتظامات

وتنظیمات میں تبدیلیوں کی صورتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔مزید کچھ لوگوں نے ٹیکنالوجی کے میدان میں ہونے والی تبدیلیوں کو Globalization سے منسلک کیا ہے اور کمیونیکیشن اور ٹرانسپورٹ کے میدان میں آنے والی تبدیلیوں کو اس کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو Globalization ان جملہ تغیرات کو شامل ہے جہاں انسان کے تمام پہلو اس انقلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔

عالمگیریت کا زیادہ اہم پہلو یہ ہے کہ یہ مغربی تہذیب وتمدن کے فروغ ووسعت کا ایک نیا مرحلہ ہے۔مغربی تہذیب پچھلے دوسو سال سے دنیا پر غلبہ حاصل کرنے میں مسلسل آگے بڑھ رہی ہے۔اس لیے یہ مرحلہ مغربی فکر، مغربی اداروں اور زندگی کے بارے میں مغربی اپروچ کے مختلف پہلوؤں کے بڑے غلبے کا ہے۔ یہ وہ مرحلہ ہے جس میں مغربی تہذیب دوسری تہذیبوں کی قیمت میں آگے بڑھ رہی ہے اور اس کی طاقت میں اضافہ ہوا ہے۔

عالمگیریت کی تعریف میں انہی پہلوؤں پر زور دیا گیا ہے جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے۔مندرجہ ذیل تعریفات سے یہ بات واضح ہوجائے گی کہ یہی وہ امور ہیں جو عالمگیریت کی بحث میں اہمیت رکھتے ہیں کہ ان تعریفات کے الفاظ پر غور کریں اور نتیجہ نکالیں۔

معاشی پہلو:

الف: عالمگیریت سے مراد صنعت اور خدمات (Industry and Services) کے شعبوں کی ایسی سرگرمیاں جو جغرافیائی حدود کو پار کرگئی ہیں اور مختلف کمپنیوں نے مختلف ملکوں میں مربوط سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔(۱)

ب: تجارت، مالیات کی روانی، ٹیکنالوجی کے فروغ، معلومات کا مربوط نظام اور مختلف تہذیبوں کے باہمی تعامل کے ذریعے سے عالمی سطح پر مختلف معیشتوں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی یکجہتی کا نام عالمگیریت ہے۔(۲)

ج: آزاد مارکیٹ پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام کا پوری دنیا کے ممالک میں پھیلاؤ، اس کا نام عالمگیریت ہے۔(۳)

د: مغربیت اور مغرب کے تاجرانہ معیارات کو اور سیاسی نظاموں کو دنیا بھر میں تسلیم کر لینے کا نام عالمگیریت ہے۔(۴)

ہ: انتھونی گڈنز (Anthony Giddens) کے مطابق عالمگیریت کی کچھ تعریف اس طرح کی جا سکتی ہے: "عالمی سطح پر معاشرتی تعلقات کا ایسا استحکام جو دور دراز آبادی کو اس طرح مربوط کر دے کہ معاشی معاملات کی تشکیل میں وہ واقعات جو کئی میل دور وقوع پذیر ہو رہے ہیں اور اس کے برعکس بھی، عالمگیریت کہلائے گا۔"(۵)

و: فرانسیسی ماہرِ عمرانیات پیری بورڈیو (Pierre Bourdieu) کے نزدیک عالمگیریت ایک بڑی اصطلاح ہے جس کا مطلب ایک ایسے نظام کو حق بجانب ثابت کرنا ہے جو کثیر القومی کمپنیوں اور صنعتی ملکوں کی حکومت کے مفادات اور مالی سرمایہ مہیا کرنے کے لیے وجود میں لایا گیا۔(۶)

گویا عالمگیریت ایک ایسا نظام ہے جس کے تحت معاشرے اور ادارے عالمی سطح کا رخ کرتے ہیں یا تجارت کو عالمی سطح پر منظم کر دیا جاتا ہے۔

Global Village

عالمگیریت کو مقبول بنانے کے لیے بعض نعرے تشکیل دیے گئے ہیں تا کہ عام آدمی اپنے آپ کو اس نظام میں سمو سکے۔ عالمی سرمایہ داروں نے ابلاغ عامہ اور تشہیر کے ذریعہ سے لوگوں کو یہ باور کرایا کہ دنیا اب Global Village ہے اور اب ہر انسان اسی گلوبل ویلج کا شہری ہے۔ ہمارے نام نہاد دانشور اس اصطلاح کو مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں۔ انہیں اندازہ نہیں ہے کہ اس کے تضمنات کیا ہیں؟ عالمی

بستی کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے مفادات اور نقصانات، ہماری دلچسپیاں اور ہماری آرزوئیں اب ہمارے خاندان، بستی، شہر یا ملک سے وابستہ نہیں ہیں بلکہ پوری دنیا سے ہیں۔ ہمیں اپنے آپ کو پورے عالمی نظام سے وابستہ کر دینا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب عالمی سرمایہ داروں کے ہاتھ میں رہن ہو جانا چاہیے۔ ہمارے نفع نقصان کا فیصلہ ہم نہیں بلکہ عالمی ساہوکار کریں گے کہ جو کہیں دور بیٹھے ہیں، جنہیں ہم دیکھ بھی نہیں پاتے اور جن تک ہماری رسائی بھی نہیں۔ اسے ہماری بدقسمتی کہیے اور ہمارے دانشوروں کے ذہنی افلاس کی سطح سمجھئے یا بدنیتی کہ وہ اس تصور کی تشہیر کو دانشوری سمجھتے ہیں جبکہ مغرب میں عالمگیریت کے خلاف ردِعمل ہے۔ وہاں بائیں بازو کے کارکن اسے عالمی سرمایہ دارانہ نظام کی ایک چال قرار دے رہے ہیں، جو صحیح تجزیہ ہے۔ لیکن ہمارے بائیں بازو کے دانشور بھی عالمی سرمایہ کاروں کے گماشتوں کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ رہے مذہبی لوگ تو انہیں محدود مذہبی منافرتوں سے فرصت نہیں کہ وہ اس عالمی خطرے کا ادراک کر سکیں۔

عالمی بستی کے چار بنیادی عناصر ہیں۔

الف: وقت اور فاصلے کا قرب: ٹیلی کمیونیکیشن (Telecommunication) ابلاغِ عامہ اور تعلیم کے ذریعہ سے وقت اور فاصلے اتنے قریب ہو گئے ہیں کہ انسانوں کو رابطے میں کوئی دِقّت نہیں ہے۔

ب: علاقائی احتیاج: معاشی طور پر ایک علاقہ دوسرے کا محتاج ہو گیا ہے۔ قدیم معیشت میں ایک علاقہ اپنی بنیادی ضرورتوں کا خود کفیل ہوتا تھا اور زائد چیزوں کے لیے دوسرے علاقوں کا رخ کرتا تھا لیکن عالمی سرمایہ کاروں اور ان کے ایجنٹوں نے معیشت کو اس طرح منظم کیا ہے کہ ہر علاقہ دوسرے کا محتاج ہو گیا ہے۔

ج: عالمی اقدار کا تسلط: عالمی طور پر معلومات کے تبادلہ اور ابلاغ کی سہولت نے

مشترک اقدار کو فروغ دیا ہے لہٰذا اب انسان ان مشترک اقدار کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے جسے عالمی سرمایہ دارانہ نظام نے مسلط کیا ہے۔

د: عالمی سرمایہ داروں کی منصوبہ بندی: آزاد مارکیٹ کے تصور کو فروغ دینے کے نتیجے میں ہر شخص اس انداز میں کاروبار کرنا چاہتا ہے جیسے عالمی سرمایہ داروں کی منصوبہ بندی ہے۔

یوں عالمی ساہوکاروں اور سرمایہ داروں نے پوری دنیا کو جسے مختلف معاشرے خواہاں نا خواہاں اپناتے چلے جا رہے ہیں ایک بستی قرار دے کر اس پر اپنی اغراض مسلط کرنے کی کوشش کی ہے اور سادہ لوح اسے بخوشی قبول کر رہے ہیں۔

عالمگیریت کی قوت محرکہ:

عالمگیریت کو بروئے کار لانے اور مستحکم کرنے میں جو عوامل کام کر رہے ہیں وہ درج ذیل ہو سکتے ہیں:

الف: ذرائع ابلاغ اور رسل و رسائل میں بہتری:

ٹرانسپورٹ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی میں بہتری اور ترقی کی وجہ سے رفتار کار بڑھی ہے۔ اشیاء کے نقل و حمل میں آسانی پیدا ہوئی ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جلدی منتقلی کا عمل تیز ہوا ہے۔ اسی طرح نقل و حمل کی قیمتوں میں کمی آئی ہے۔ رابطوں میں آسانی پیدا ہوئی اور حلقہ وسیع ہوا ہے۔

ب: فرد کے ذوق اور ترجیحات کی تبدیلی

سامان اور خدمات (Goods and Services) کے تنوع اور تعلیم و ابلاغ کے فروغ نے اذواق و ترجیحات میں کافی تبدیلی پیدا کی ہے۔ متنوع اشیاء و خدمات کی موجودگی میں انسان اپنی سہولت اور ذوق کے مطابق اشیاء کا انتخاب کرتا ہے۔

ج: حکومت کی پالیسیوں میں دانستہ تبدیلیاں

حکومتیں اپنی سہولتوں اور بعض اوقات بیرونی دباؤ کے تحت اشیاء وخدمات کی آمدورفت میں تبدیلیاں پیدا کرتی ہیں۔اس کے نتیجے میں اشیائے صرف کی کثرت میسر آتی ہے۔دلچسپ بات یہ ہے کہ عالمی سرمایہ داراورساہوکاراشیاء کی آزادانہ نقل وحرکت پر پابندیاں عائد کرتے ہیں۔دنیا کے ایک حصے میں ضرورت سے زائد اشیاء موجود ہیں جن کی آزادانہ نقل وحمل کا اہتمام ہوتا ہے جبکہ دوسرے حصے میں ضرورت سے زائد مزدور موجود ہیں جن کی نقل وحرکت پر پابندیاں لگاتے ہیں۔بدقسمتی سے حکومتیں ان پالیسیوں کا حصہ ہوتی ہیں جن کے نتیجے میں بالآخر عام انسان ہی خسارے میں رہتا ہے۔سرمایہ دارانہ نظام میں حکومتوں کی حیثیت سرمایہ داروں کو سہولتیں مہیا کرنے والے ادارے کی ہوتی ہے جس کا کام استحصالی نظام کی خدمت کرنا ہوتا ہے۔اگر کہیں کوئی حکومت ان پالیسیوں کو نافذ کرنے میں رکاوٹ بنتی یا سستی کا مظاہرہ کرتی ہے تو اسے ختم کردیا جاتا ہے۔

د: کارپوریٹ حکمت عملی کی تبدیلیاں:

سرمایہ داروں نے اب حکمتِ عملی یہ اپنائی ہے کہ پیداواری اخراجات کم ہوں جبکہ پہلے پالیسی یہ تھی کہ قیمتیں کم ہوجائیں۔نئی حکمتِ عملی کے نتیجے میں کارکن اور مزدور فارغ کیے جاتے ہیں تاکہ کم سے کم مزدوروں سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جائے۔انسانوں کے بجائے مشینوں کے استعمال سے پیداواری اخراجات میں کمی آئی ہے لیکن بیروزگاروں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔میکانیکیت کے نتیجے میں صنعتی ملکوں نے اسی حکمت عملی کے تحت تیسری دنیا سے مزدوروں کی درآمد بند کردی ہے۔خودغرضی پر مبنی یہ پالیسی تیسری دنیا کو مزید بحران میں مبتلا کرے گی کیونکہ تیسری دنیا کے مزدور صنعتی ملکوں میں روزگار حاصل کرنے کے لیے نہیں جاسکیں گے لیکن صنعتی ملکوں کی سستی اشیاء سے تیسری دنیا کے بازار بھر جائیں گے۔

یہی اس عالمی سرمایہ دارانہ نظام کا مقصد ہے۔WTO کو اسی لیے منظم کیا گیا کہ ترقی یافتہ ممالک کی اشیاء بلا روک ٹوک دنیا کے ہر خطے میں پہنچ سکیں۔تیسری دنیا کے ممالک اپنی محدود پیداواری صلاحیتوں سے بھی محروم ہو جائیں گے۔

عالمگیریت کے نتائج:

عالمگیریت کے بارے میں عام طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ ناگزیر ہے اور اسے روکا نہیں جاسکتا۔یہ بھی عالمی سرمایہ داروں کی بازی گری ہے۔یہ بات وہی لوگ کہہ رہے ہیں جو عالمگیریت کی پالیسیوں کو جبراً دنیا پر مسلط کررہے ہیں۔ظاہر ہے کہ وہ اسے ناگزیر کہیں گے تو لوگ مانیں گے ورنہ کون قبول کرے گا ۔اگر ذرا غور کریں تو ظاہر ہوتا ہے کہ عالمگیریت کے نتیجے میں بہت خرابیاں پیدا ہورہی ہیں۔اگرچہ ٹیکنالوجی میں جو ترقی ہورہی ہے اسے روکا نہیں جاسکتا لیکن معاشی ومعاشرتی پالیسیوں کو تبدیل کیا جاسکتا ہے البتہ عالمی ساہوکار ایسا نہیں ہونے دیں گے۔اگر ذرا غور کریں تو واضح ہوگا کہ عالمگیریت کے نتیجے میں بے حد خرابیاں پیدا ہورہی ہیں۔

الف: عالمگیریت مزدور اور کارکن کے لیے نقصان دہ ہے

اکثر سرمایہ کاری ترقی یافتہ ملکوں میں ہوتی ہے اور کم آمدنی والے ملکوں میں بہت تھوڑی سرمایہ کاری ہوتی ہے۔کثیر القومی کمپنیاں کم ترقی یافتہ ملکوں میں کارکنوں کو امیر ملکوں کے کارکنوں کی نسبت بہت کم اجرتیں دیتی ہیں۔اس طرح عالمگیریت وہیں زیادہ استحصال کا باعث بن رہی ہے جہاں انسانی طور پر زیادہ سہولتوں کی ضرورت ہے۔اب کثیر القومی کمپنیوں نے ایک اور طریقہ اختیار کیا ہے۔وہ طریقہ یہ ہے کہ بعض صنعتی پیداواری یونٹ تیسری دنیا میں لے گئے ہیں جہاں اجرتوں کا معیار کم ہے۔کم اجرت پر ہونے والی پیداوار کے اخراجات کم ہوتے ہیں لہٰذا سرمایہ دار عالمی منڈی میں زیادہ نفع بھی کماتا ہے

اور مقابلے کے میدان میں بہتر حیثیت کا مالک بھی ہوتا ہے۔ اس طریقہ کار سے ترقی یافتہ ملکوں کا کارکن محروم تو ہوتا ہے لیکن اسے حکومتی ذرائع سے سہولت دے کر مطمئن کر دیا جاتا ہے۔

ب: عالمگیریت سے غریب اور امیر کے درمیان فرق بڑھ رہا ہے

معاشی ترقی کا جائزہ لینے والوں کا اندازہ ہے کہ پچھلے ۱۵۰ سالوں کے مقابلے میں پچھلے تیس سال میں امیر و غریب کے درمیان فرق بڑھا ہے اور اب عالمگیریت کے نتیجے میں اور بڑھ رہا ہے کیونکہ ارتکاز دولت کی جو صورتیں اب پیدا ہو رہی اور جو سہولتیں اب میسر ہیں وہ پہلے نہ تھیں۔

ج: عالمگیریت قومی حکومتوں کے لیے خطرہ ہے

عالمگیریت کے منتظم جو امیر ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں اور عالمی مالیاتی اداروں کے منتظمین بھی جو ترقی یافتہ ملکوں سے آتے ہیں ، قومی حکومتوں کو اپنی پالیسیاں اختیار کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور اکثر اوقات یہ پالیسیاں قومی حکومتوں اور ان کے عوام کے خلاف ہوتی ہیں۔ جبر کے ایسے ذرائع ان کے ہاتھ میں ہیں کہ قومی حکومتیں ان کے احکامات ماننے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ عالمی ساہوکارانہ نظام ، رشوت ، دھونس دھاندلی اور سازش کے ذریعے سے اپنی پالیسیاں نافذ کرانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ پالیسیاں بعض حالات میں قومی خودکشی کے مترادف ہوتی ہیں لیکن قومی حکومتیں اپنے مفاد پرستانہ رویوں کے باعث اپنا لیتی ہیں۔ اربابِ اختیار رشوت کا اپنا حصہ وصول کرنے کے بعد رخصت ہو جاتے ہیں اور قومیں قرض کے جال میں اس طرح پھنستی ہیں کہ ان کی آزادی تک داؤ پر لگ جاتی ہے۔

د: عالمگیریت کثیر القومی کمپنیوں کو طاقتور بنا رہی ہے

بعض کثیر القومی کمپنیاں ایسی ہیں جن کا بجٹ اور منافع بعض قومی حکومتوں سے زیادہ ہے لہٰذا وہ اگر کسی حکومت کو گرانا چاہیں یا کسی ملک کو نقصان پہنچانا چاہیں تو انہیں یہ طاقت حاصل ہوگئی

ہے۔عالمگیریت دراصل انہی کمپنیوں کا ایک کھیل ہے جو انہیں مزید طاقتور بنانے کے لیے کھیلا جارہا ہے۔

۵: عالمگیریت ایک عسکری خطرہ

عالمگیریت چونکہ یک قطبی (unipolar) صورت حال کا نتیجہ ہے لہٰذا اس کی پالیسیوں سے اختلاف کرنے والے ممالک کو بڑی طاقت کی طرف سے عسکری حملے کا خطرہ ہے۔بڑی طاقت نے اپنی مرضی سے اقدام کرکے (Preemptive strike) کے اصول کو متعارف کرایا ہے۔اس سے قوموں اور ملکوں کی حاکمیت (sovereignty) کو سخت خطرات لاحق ہوگئے ہیں۔عراق پر حملے نے ایک نیا ماڈل طے کیا ہے جسے فلسطین، کشمیر اور چیچنیا میں آزمایا جارہا ہے۔فلسطین پر جارحانہ حملوں کی کوئی مذمت نہیں ہوئی اور عالمی برادری کی خاموشی نے جارح ملک کو مزید شہ دی ہے۔چند طاقت ور ممالک کو تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کی تیاری کا اختیار ہے جبکہ کوئی دوسرا ملک تیار نہیں کرسکتا، جو کرے گا اس پر حملہ کردیا جائے گا۔طاقت کا توازن ہمیشہ طاقتور کے حق میں رکھنے کا یہ اصول عالمگیریت کا خطرناک نتیجہ ہے۔اس صورتِ حال کا نقصان عالمِ اسلام کو پہنچ رہا ہے۔عالم اسلام کی قیادتوں نے مجرمانہ غفلت کے باعث اپنے عوام کو محرومیوں کا شکار رکھ کر عالمی ساہوکاروں کی پالیسیوں کو نافذ کیا ہے۔ملکی وسائل مغرب میں منتقل کیے ہیں اور اپنے عوام کے ساتھ رابطے مستحکم کرنے کے بجائے عالمی سرمایہ کاروں اور عالمی سامراج کے ساتھ وابستگی اختیار کی ہے اور اب حالت یہ ہے کہ عالمی سامراج نے آنکھیں دکھانی شروع کی ہیں تو بے بسی کے عالم میں یہ اسی کے قدموں میں گر رہی ہیں مگر اپنے عوام سے یکجہتی کے لیے تیار نہیں ہیں۔ان قیادتوں نے اپنے مجرمانہ تغافل سے اپنا مستقبل بھی تباہ کیا ہے اور اپنے ملکوں کے عوام کو بھی تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے۔ان قیادتوں نے نئے عالمی نظام کے رُخ کا ادراک نہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو عیش وعشرت میں مشغول رکھا۔ملکی صنعتیں مستحکم ہوئیں نہ معاشی نظام مضبوط ہوا اور نہ یہ ممالک عسکری طور پر طاقتور اور خود مختار ہوئے۔نتیجہ یہ ہے کہ عالمِ اسلام عسکری طور پر مفلوج، معاشی طور پر غیر مستحکم، سیاسی

طور پر عدم استحکام کا شکار اور معاشرتی طور پر انتشار اور بحران کی زد میں ہے۔ عالمِ اسلام اگر دوبارہ محکوم ہوتا ہے تو یہ قیادتوں کی بے بصیرتی، خودغرضی، نااہلی اور بدنیتی کے باعث ہوگا۔ عالمی استعمار کے تیور بتا رہے ہیں کہ وہ اب ہر قسم کی متوقع مزاحمت کو ختم کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہے۔ مسئلہ صرف ہزیمت ہی کا نہیں ہے، قومی وجود کے خاتمے اور مکمل حوالگی (Capitulation and Surrender) کا ہے۔

معاشی پالیسیاں

عالمگیریت کے نتیجے میں جو معاشی پالیسیاں تشکیل پا رہی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام سرمایہ کھنچ کر سب سے بڑی معاشی قوت کے ہاں جائے گا اور تیسری دنیا کے لوگ مزید غربت کا شکار ہوں گے۔ WTO کے تحت ۲۰۰۵ء میں تجارت کی تمام پابندیاں ختم ہو جائیں گی اور صنعتی طور پر ترقی یافتہ ممالک کی اشیاء پوری دنیا کی منڈیوں پر چھا جائیں گی۔ غریب ممالک کی حیثیت صرف خام مال پیدا کرنے والوں کی رہ جائے گی۔ انہیں ایسی جارحانہ معاشی پالیسیوں کا سامنا ہوگا کہ ان کے لیے کھڑا ہونا محال ہو جائے گا۔ عالمگیریت یقیناً ایک ایسی معاشی تباہی لائے گی جس سے قوموں کی آزادی مخدوش ہو جائے گی۔ معاشی پالیسیاں طاقتور قومیں بنائیں گی اور کمزور قومیں انہیں اپنائیں گی۔ ان پالیسیوں کو بہ جبر نافذ کیا جائے گا۔ جہاں تھوڑی بہت مزاحمت ہوگی وہاں عسکری قوت کے استعمال سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا تاکہ اختلاف کرنے والے کا مزاج درست کیا جا سکے۔

اس وقت جو عالمی مالیاتی نظام ہے وہ سود اور سٹہ (interest and speculation) پر مبنی ہے۔ اقبالؔ کے بقول فکرِ چالاک یہود نے جو نظام ترتیب دیا ہے اس نے ابتدا ہی سے انسانیت کی روح کو کچل دیا ہے۔ عالمگیریت سے یہ اور مستحکم ہوگا اور دین و اخلاق اور انسانیت و شرافت کو سر چھپانے کی جگہ بھی نہ ملے گی۔ سرمایہ دارانہ نظام عالمگیریت کے تحت ننگی جارحیت کا مرتکب ہوگا اور انسانیت اس کے

بوجھ تلے سسکیاں لے کر دم توڑ دے گی۔ مالیاتی اداروں پر عالم کفر کا تسلط ہے۔ کسی مسلمان مالیاتی ادارے کے عالمی سطح پر کام کرنے کے تمام مواقع بند کر دیے گئے ہیں تاکہ ہر عالمی مالیاتی عمل استعمار کے علم میں اور ان کی نگرانی میں تکمیل پذیر ہو۔ بی سی سی آئی کے ساتھ جو کچھ ہوا اس سے مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہیے تھیں لیکن وہاں سر تسلیم خم ہے کہ مزاج یار میں جو آئے سو کرے۔ مغربی ملکوں کے تمام بنک سرمایہ کی منتقلی (Money Laundering) میں ملوث ہیں۔ تیسری دنیا کے تمام خائن اور Corrupt حکمران اپنا سرمایہ مغرب کے بنکوں میں رکھتے ہیں جو بالآخر ضبط کر لیا جاتا ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے بنک تو اس سلسلے میں خصوصی مقام رکھتے ہیں۔ خفیہ ناموں سے خفیہ کھاتے مشکل ہی سے کھاتہ داروں کے کام آتے ہیں۔ یہ مال بالآخر وہیں پہنچتا ہے جہاں کا خمیر تھا۔ خائنوں اور مجرموں کے صرف نام باقی رہ جاتے ہیں اور قومیں ان کی خیانتوں کی سزا بھگتتی ہیں۔

معاشرتی وثقافتی تباہی

عالمگیریت کے نتیجے میں مغربی معاشرت اور ثقافت کا غلبہ ہوگا۔ مغربی اقدار کے جارحانہ فروغ کی پالیسی پہلے ہی مرتب کی جا چکی ہے۔ عالمی میڈیا کے ذریعہ سے اسے مسلط کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ عالمگیریت دراصل مغربی کلچر کے غلبے ہی کا دوسرا نام ہے۔ خاندان کی تباہی، اخلاقی قدروں کی پامالی، عریانی وفحاشی کا فروغ، ایثار وشفقت کا فقدان، خودغرضی ومفاد پرستی کا راج، غیرت وعصمت کی ناقدری اور ہر شے حتیٰ کہ انسان بھی خریدنی وفروختنی ہوگا۔ ہم جنس پرستی کو معمول قرار دیا جائے گا اور طوائف کلچر کو مقبول بنایا جائے گا۔ عورت کی آزادی کے نام پر اسے بے حیائی کی صلیب پر قربان کر دیا جائے گا۔ عالمگیریت کا سب سے بڑا ہدف مسلمان معاشرے ہوں گے۔ چونکہ اخلاقی قدروں کی تھوڑی بہت پاسداری صرف مسلمان معاشروں میں ہے لہٰذا انہیں زیر کرنے کے لیے تمام داخلی اور خارجی ہتھکنڈے

استعمال کیے جائیں گے۔ عالمگیریت اخلاق کی تباہی اور شرافت کی بربادی کے سوا کسی اور چیز کا نام نہیں ہے۔ معاشرتی اعتبار سے ایک ایسا خوفناک طوفان اٹھ چکا ہے جس سے مسلمان معاشرے تباہی کی گھاٹ اتر جائیں گے۔

سیاسی غلامی

عالمگیریت کے نتیجے میں طاقتور قوموں کے سوا باقی تمام قومیں محکوم ہوں گی۔ قومی حکومتیں آہستہ آہستہ بے اختیار ہوتی چلی جائیں گی اور ان کی حیثیت شہری اور ضلعی حکومتوں کے ناظم کی ہوگی بلکہ ضلعی و شہری نظام براہ راست عالمی اقتدار کے ماتحت ہوگا اور یوں کمزور قومی حکومتیں غیر مؤثر ہو جائیں گی۔ عسکری و معاشی غلبے کے ساتھ سیاسی غلبہ بھی مکمل ہو جائے گا۔ عالمگیریت ایک دجالی نظام ہے جس کا اثر و نفوذ غیر معمولی ہوگا۔ مغرب نے وفاقوں کی فیڈریشنوں کے ذریعے سے علاقائی وحدت کا انتظام کر لیا ہے اور اس کے مزید استحکام کے لیے کام ہو رہا ہے لیکن عالمِ اسلام کو چھوٹے یونٹوں میں مزید تقسیم کرنے کی منصوبہ بندی ہو چکی ہے تاکہ نظریاتی اور دینی وحدت کی بنیاد پر کوئی مزاحمت پروان نہ چڑھ سکے۔ عالمگیریت کی کوکھ میں ایک ایسا زہریلا تصور پروان چڑھ رہا ہے جو اُمتِ مسلمہ کے لیے مہلک ہوگا۔ مشیتِ الٰہی کی تکوینی مداخلت ہی اس ہلاکت خیزی کو روک سکتی ہے کیونکہ مادی طور پر تو اُمتِ مسلمہ کی پوری قیادت عالمگیریت کے طبلچی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ پچھلی تین چار صدیوں سے قیادتوں کی نالائقی اور غداری کی وجہ سے وہ پے در پے شکست کھا رہے ہیں۔

ماحولیاتی تباہی

عالمگیریت کے نتیجے میں طاقتور قوموں کو بالعموم اور کثیر القومی کمپنیوں کو بالخصوص کمزور قوموں کے قدرتی وسائل کی لوٹ مار کا اختیار مل جائے گا۔ اب سرمایہ کاری کے نام پر بیرونی سرمایہ کاروں کو نفع کا

لالچ دیا جا رہا ہے۔ عالمگیریت کے مستحکم ہونے کے نتیجے میں شاید یہ تکلف بھی نہ ہوگا۔ یہ لوگ خود بخود قابض ہو جائیں گے۔ جنگلات، پانی کے وسائل، معدنیات، تیل و گیس اور خوراک وغیرہ تمام وسائل پر ان کا تسلط ہوگا۔ وہ اسے لوٹ کر عالمی منڈی میں لے جائیں گے اور اہلِ وطن فاقوں مرتے رہیں گے۔

افریقہ میں کان کنوں اور تیل نکالنے والی کمپنیوں نے جو تباہی مچا رکھی ہے اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ نائیجیریا اور کانگو کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ دولتمند ملکوں کے تعیش کے لیے جن وسائل کی ضرورت ہوگی انہیں بے دریغ حاصل کیا جائے گا۔ جنگلات تباہ ہوں گے، فیکٹریوں سے زہریلے مادے خارج ہوں گے۔ ماحول کو خراب کرنے والی تمام صنعتیں غریب ممالک میں لگیں گی اور تیسری دنیا کے لوگوں کو مبتلا مصیبت کر کے چھوڑ دیا جائے گا۔

مذہبی و نسلی فسادات

عالمگیریت کا ایک خطرناک نتیجہ کمزور ممالک کے اندر انتشار و فساد ہوگا۔ مذہبی اختلافات اور نسلی فسادات کی حوصلہ افزائی کی جائے گی تاکہ کمزور معاشروں سے عالمی ساہوکاروں اور سرمایہ داروں کی لوٹ کھسوٹ کے خلاف مزاحمت پیدا نہ ہو۔ یہ معاشرے اگر باہم دست و گریباں رہیں گے تو عالمی قوتیں اپنا کام اطمینان سے کریں گی۔ چونکہ عالمگیریت کے پیچھے تخریب کار ذہن کام کر رہا ہے اس لیے اس سے کسی خیر کی توقع رکھنا عبث ہوگا۔ مذہب خاص طور پر عالمگیریت کا نشانہ ہے اور اسلام بنیادی ہدف ہے۔ ہر مذہب میں اخلاقی قدروں کی پاسداری کا ایک اہتمام ہے جو عالمگیریت کے بے رحم مقاصد کی راہ میں رکاوٹ ہے اس لیے مذہبی اثر و رسوخ کو کم کرنے کے لیے پہلے ہی مذہب پر دباؤ بڑھا دیا گیا ہے۔ مذہبی بنیاد پرستی کو ایک مذموم مظہر کے طور پر زور و شور سے پیش کیا جا رہا ہے اور موہوم اسلامی بنیاد پرستی کو خاص طور پر اجاگر کیا جا رہا ہے۔ شکاگو یونیورسٹی نے فنڈا مینٹلزم پروجیکٹ کے تحت کئی جلدوں میں مطالعہ شائع کیا ہے جو میڈیا کے کارکنوں اور پالیسی ساز اداروں اور افراد کے لیے رہنمائی کا کام دے رہا ہے۔ چونکہ

عالمی استعمار کو اہلِ مذہب ہی سے مزاحمت کا خطرہ ہے اس لیے پہلے ہی ان کے خلاف ایسی فضا تیار کی جا رہی ہے کہ وہ اپنی مدافعت میں ہی لگے رہیں اور ان انسان دشمن پالیسیوں کے خلاف کوئی اقدام نہ کر سکیں۔ عالمی استعمار کے جارحانہ اقدامات کی وجہ سے مسلمان اہل دین و شعور پر دباؤ بڑھ گیا ہے۔ حکمتِ عملی یہ ہے کہ خارجی طور پر عسکری حملوں کی دھمکی دی جا رہی ہے اور داخلی طور پر اپنے پروردہ تربیت یافتہ عناصر کے ذریعہ سے الزام تراشیوں اور سازشوں کا تانا بانا بُنا جا رہا ہے۔ مسلمان معاشروں کے اصحاب اختیار نے چونکہ عالمی استعمار سے سازگاری کر لی ہے اس لیے وہ عوام کو خارجی حملوں سے ڈراتے ہیں اور اندرونی انتشار کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ سے اپنی گرفت مضبوط کر سکیں۔

عالمگیریت اور مسلم دنیا

عالمگیریت کی تحریک کے نتیجے میں جو تبدیلیاں آئیں گی اس کا حاصل یہ ہوگا کہ سرمایہ اور اشیاء کی منتقلی آسان ہوگی اور شاید افراد کی آمدورفت بھی آسان ہو۔ تیسری دنیا کے افراد کے لیے تو پابندیاں کسی نہ کسی طرح رہیں گی البتہ ترقی یافتہ ممالک کے افراد آسانی کے ساتھ دندناتے پھریں گے۔ اس سے جو فرق پڑے گا وہ بنیادی طور پر اخلاقی اور ثقافتی ہوگا۔ چونکہ مغربی کلچر بدکرداری پر مبنی ہے اس لیے سب سے پہلا اثر تو اخلاقی ہوگا۔ بدکرداری کو فروغ ملے گا۔ سرمایہ دار ممالک کے بدکردار افراد کو دولت کی وجہ سے ہر قسم کے اقدام کی اجازت ہوگی اور حکومتیں ان کو تحفظ فراہم کریں گی۔ لوگوں کو تسلی دی جائے گی کہ سرمایہ کاری بڑھ رہی ہے۔ طوائف کلچر کی حوصلہ افزائی ہوگی کیونکہ عصمت فروشی بھی تو سرمایہ لانے کا باعث بنے گی اور سرمایہ سے محبت کرنے والی حکومتیں اسے "جنسی صنعت" (Sex Industry) قرار دینے میں کوئی تامل نہ کریں گی۔ مسلم دنیا پر پہلا اثر جو عالمگیریت کا ہوگا وہ حیا باختگی اور اخلاقی فساد کا ہوگا۔ مسلمان معاشروں میں جو تھوڑی بہت مزاحمت ہے وہ عالمگیریت کے بوجھ تلے دم توڑ دے گی (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو)۔ مسلم معاشروں پر عالمگیریت کا جو دباؤ ہوگا اس کی وجہ سے انہیں اپنے معاشروں میں

دینی روایت کو قائم رکھنا ہوگا، انہیں زبان کی حفاظت کرنا ہوگی اور اپنے معاشرتی اداروں کا دفاع کرنا ہوگا اور سب سے اہم اپنے تشخص کو بدلتے ہوئے حالات، نئے تقاضوں اور تغیر پذیر عالمی ماحول میں قائم رکھنے کی جدوجہد کرنا ہوگی۔ دینی قیادت کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ اسے ہوش وحواس قائم رکھتے ہوئے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوجانا چاہیے۔ انفرادی واجتماعی، معاشرتی وسیاسی ہر سطح پر عالمگیریت کے اثرات بد کی مزاحمت منظم رہنی چاہیے۔

معاشی اثرات

مسلم ممالک پر سب سے بڑے اثرات معاشی ہوں گے۔ مسلم ممالک کی معیشتیں پہلے ہی کمزور ہیں۔ انفراسٹرکچر مضبوط نہیں ہے۔ صنعتی بنیاد مستحکم نہیں۔ کرپشن اور بدنظمی کا دوردورہ ہے۔ ایسے میں جب عالمگیریت پوری قوت کے ساتھ آئے گی تو مسلم ممالک کی معیشتیں اس کا مقابلہ نہیں کرسکیں گی۔ مسلم ممالک میں بڑی صنعتیں نہیں ہیں۔ زیادہ زور ٹیکسٹائل پر رہا ہے اور اس میں مقابلہ سخت ہوگا۔ الیکٹرونکس، آٹومیشن، اسلحہ اور space science کے میدان میں کوئی پیش رفت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ زرعی میدان میں بھی مشینری کی کمی ہے۔ امکان ہے کہ مسلم ممالک کی زمینیں اور زرعی اثاثے کثیرالقومی کمپنیوں کے ہاتھ بیچ دیے جائیں گے۔ کیونکہ عالمی ساہوکاروں نے سرمایہ کاری کے نام پر قبضہ کی پالیسی تیار کر رکھی ہے اور ہمارے ارباب اختیار چند سکوں کے عوض قیمتی اثاثے لٹانے کے لیے تیار ہوں گے۔ اس سے ان کی وقتی ضرورتیں تو پوری ہوجائیں گی لیکن قوم اپنے مستقل اثاثوں سے محروم ہوجائے گی۔ عالمگیریت مسلمانوں کے لیے بڑا چیلنج ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے وہ معاشی طور پر مفلوج، سیاسی طور پر مغلوب اور ثقافتی طور پر شدید فساد اور انتشار کا شکار ہوجائیں گے۔ عالمگیریت کا بنیادی مقصد مغربی تہذیب کا غلبہ ہے اور جہاں جہاں مزاحمت ہے اس کا خاتمہ۔ نیز پوری دنیا کو مغربی کلچر کا پابند بنانا، مغربی بداخلاقی کی اقدار کو اپنانا اور مغربی معیشت کے استحکام کے لیے کام کرنا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ عالمگیریت کا سب سے

بڑا چیلنج مسلمانوں کو درپیش ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ عالمگیریت یورپ اور امریکہ کی مرکزیت پر مبنی ہے اور Eurocentric فریم ورک ہی پر مبنی ہے۔ اس کا فلسفہ، اس کا عملی پروگرام، اس کا نفاذ اور اس کا طریق کار سب مغربی تہذیب کے غلبے ہی کے لیے ہے۔ یہ تو وقت بتائے گا کہ مغربی تہذیب کا پودا اسلامی ممالک میں کیسے پھلے پھولے گا اور کس طرح ثمرآور ہوگا۔ سرِدست تو اس کے نفوذ کے لیے بھرپور کوشش کی جارہی ہے اور مسلم ممالک میں دائیں اور بائیں بازو کے دانشور، حکومتی کارندے، سرمایہ کار اور NGO کے کارکن پوری تن دہی سے اس عظیم کام میں عالمی استعمار کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔

اُمتِ مسلمہ کا لائحہ عمل

مغربی تہذیب کے موجودہ چیلنج اور دنیا کی واحد بڑی طاقت کی عیاں جارحیت کے سامنے دو ہی راستے کھلے ہیں۔ ایک مکمل اطاعت کا اور دوسرا اپنے تشخص کے تحفظ کا۔ مسلم ممالک کے ارباب اختیار تو شاید پہلے راستے کو منتخب کریں کیونکہ اس میں ان کی اپنی حفاظت کا راز پنہاں ہے اور ان کے مفادات مغربی تہذیب کے غلبے سے وابستہ ہیں۔ لہٰذا وہ اس طریق کار کا ساتھ دیں گے اور عالمگیریت کے لیے سہولتیں بہم پہنچائیں گے لیکن مسلم ممالک کے اہلِ دین بالخصوص اور عوام بالعموم شاید اپنی اقدار کی تباہی اور اپنے تشخص کی معدومیت کو قبول نہ کریں۔ اسلامی اخلاق واقدار کے تحفظ کے لیے شاید کوئی اقدام کریں اور اس طرح خطرہ ہے کہ مسلم معاشرے داخلی طور پر تصادم کی راہ پر چل نکلیں، جو کسی طرح بھی اُمت کے مفاد میں نہیں۔ گو عالمگیریت کے علمبردار اس سے خوش ہوں گے۔ ان کے نزدیک یہ بھی غلبہ کی تحریک کا ایک پڑاؤ ہے اور اس میں کامیابی عالمگیریت کے استحکام میں معاون ثابت ہوگی۔ مسلمانوں کو سوچ سمجھ کر اپنے ردِعمل کا اظہار کرنا چاہیے اور ان طریقوں کے بارے میں سوچنا چاہیے جن سے وہ اس صورتِ حال کا مقابلہ کرسکیں۔ مسلم معاشروں کے لیے الگ الگ اسٹریٹجی اختیار کرنے کے بجائے ایک متحدہ لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا کیونکہ عالمگیریت کے سلسلے میں مغرب نے متحدہ سٹریٹجی اپنائی ہے۔ مثلاً شریعت کے

نفاذ کی مخالفت میں تمام مغربی ممالک متفق ہیں، آزاد خیالی کے حق میں سب متحد ہیں، لادین مغربی جمہوریت کے حق میں سب متحد ہیں اور نام نہاد انسانی حقوق کی پاسداری میں سب متفق ہیں لہٰذا اُمت مسلمہ کو متحدہ لائحہ عمل تیار کرنا اور اپنانا ہوگا۔اس کے بغیر مزاحمت ممکن نہیں۔اس لائحہ عمل کے دو پہلو ہیں۔ایک روحانی اور دوسرا مادی۔

روحانی لائحہ عمل

اُمت مسلمہ ایک روحانی گروہ ہے اس کی اساس کائنات کی روحانی تعبیر پر مبنی ہے۔توحید الوہیت اور توحید ربوبیت اس روحانی تعبیر کی بنیاد ہے۔اللہ تعالیٰ اس کائنات کا خالق، اسے نشوونما دینے اور اسے کنٹرول کرنے والا ہے۔انسان کی راہنمائی کے لیے اس نے نبوت ورسالت کا ادارہ قائم کیا جو وحی الٰہی کی بنیاد پر فرد اور معاشرے کی اصلاح ونشوونما کے لیے کام کرتا رہا۔مغرب اس روحانی اساس کا انکار کرتا ہے۔اس کے ہاں خالقِ کائنات کا حیات انسانی کی تعمیر وترقی میں کوئی حوالہ نہیں۔اس کی نظر میں وحی الٰہی ایک موہوم تصور ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔انبیاء تاریخ کا حصہ ہوں گے لیکن ان کے روحانی تجربے زندگی کا حوالہ نہیں بن سکتے۔مغرب اس وقت کائنات کی مادی تعبیر پر یقین رکھتا ہے اور حیاتِ انسانی کی تعمیر مادی اصول وضوابط کے حوالے سے ہی کر رہا ہے۔جب تک مسلمان اپنے عقیدے پر مضبوط ایمان کو اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک اس حملے کا مقابلہ ممکن نہیں۔اُمتِ مسلمہ کا ہر فرد تجدیدِ عہد کرے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو مستحکم کرنے کا انتظام کرے تاکہ وہ اس جارحیت میں ثابت قدم رہے اور حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے اپنی محبت واطاعت کے تعلق کو مضبوط کرے اور اس کے خلاف کوئی چیز قبول نہ کرے۔حبِ الٰہی اور حبِ رسول ﷺ مسلمان کا حصار اور اس کا کامیاب ہتھیار ہے۔اسی سے امت نے اب تک ہر چیلنج کا مقابلہ کیا ہے۔

اُمت کے آفاقی تصور کا استحکام

روحانی لائحہ عمل کا دوسرا نکتہ امت کا عالمی تصور ہے۔ اسلام کا تصورِ آفاقیت روحانی بھی ہے اور مثبت بھی۔ امت مسلمہ رنگ ونسل اور جغرافیائی وحدتوں کے بجائے ایک روحانی الاصل گروہ ہے جو Transnational ہے۔ توحید اس تصور کو مستحکم کرتی ہے۔ رسالت اجتماعیت کو مضبوط بناتی ہے اور کعبۃ اللہ ایک مرکز پر مجتمع کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کے بارے میں کہا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا. اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ. (۷)

لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہیں مختلف گروہ اور قبیلے بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے ہاں تم میں سے وہ شخص قابلِ تکریم ہے جو زیادہ متقی ہے۔

قرآن مزید کہتا ہے:

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ (۸)

یہ تمہاری امت حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں۔ پس تم میری عبادت کرو۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

انا آخر الانبياء و انتم آخر الامم (۹)

میں آخری نبی اور تم آخری امت ہو۔

اس امت کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے قرآن نے کہا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا.(۱۰)

اوراس طرح ہم نے تمہیں ایک میانہ رو امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بن سکو اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہوں گے۔

مسلمانوں کو عالمی روحانی قوت بننے کے لیے کسی نئے فریم ورک پر کوئی بڑی جدو جہد کرنے کی ضرورت نہیں۔اس کی بنیادیں موجود ہیں، تصور موجود ہے، مسلمان عوام کے اندر تڑپ موجود ہے، اسے صرف منظم اور متحرک کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کے دشمنوں نے اُمت کے اس تصور کو ختم کرنے کے لیے قومیت کی تحریک متعارف کرائی اور دورِ استعمار میں عالمِ اسلام کو ٹکڑوں میں بانٹا اور چھوٹی چھوٹی پارٹیوں کو مستحکم کرنے اور باہم دگر لڑانے کے لیے منصوبہ بندی کی۔ چونکہ امت روحانی اساس اور نظریاتی تصور پر قائم ہے اس لیے اسلام کے خلاف جارحانہ مہم چلائی۔ضرورت اس بات کی ہے کہ احیاء امت کے لیے اس تصور کو فکری اور نظریاتی طور پر مستحکم کیا جائے۔ چونکہ اُمت کی شناخت حضور اکرم ﷺ کی قیادت سے ہے لہٰذا حبِ رسول اور اتباعِ رسول کو محکم کرنے کے انتظامات کیے جائیں تا کہ خطرات کا مقابلہ کیا جا سکے۔

اخلاقی قدروں کا استحکام

روحانی لائحہ عمل کا تیسرا نکتہ اخلاقی قدروں کا استحکام ہے۔ مغرب نے سیکولرائزیشن کے تحت اخلاقی قدروں کو اضافی قرار دیا ہے اور وہ صرف انہی قدروں کا فروغ چاہتے ہیں جنہیں وہ دوست رکھتے ہیں۔اسلام ہمیں مستقل اور پائیدار قدروں سے روشناس کراتا ہے۔لہٰذا اخلاقی قدروں کی تغیر پذیری کو سختی سے رد کر دینا چاہیے اور مسلمان معاشروں میں نئی اقدار کی مزاحمت کرنی چاہیے۔ حیاء، عفت، غیرت، عدل، احسان، معروف و منکر اور شفقت و رحمت جیسی قدروں پر ہی معاشرے کا وجود منحصر ہے۔ یہ ختم

ہو گئیں تو معاشرے کا اسلامی تشخص ختم ہو جائے گا۔ عالمگیریت دنیا میں فحاشی، بدکرداری، بے حیائی، بے غیرتی، خودغرضی اور ظلم کو نافذ کرنا چاہتی ہے۔ مسلمان معاشرے اپنی روحانی اساس کے استحکام میں اسلام کی عطا کردہ اخلاقی قدروں کی حفاظت کریں۔ یہی ان کی اصل قوت ہے۔ مسلمان معاشرے اگر داخلی طور پر مضبوط ہوں گے اور افراد معاشرے کا شعور بیدار ہوگا تو خارجی اثرات کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ عالمگیریت کے پروگرام میں داخلی تضادات کو ابھارنا اور اخلاقی بنیادوں کو کمزور کرنا شامل ہے۔ چونکہ عالمگیریت کو طاقتور میڈیا کی حمایت حاصل ہوگی اس لیے اس قوت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

مسلمان معاشروں کی اصل قوت ان کا روحانی تشخص ہے اور اسی پر ساری مزاحمت کا دارومدار ہے۔ ہمارے ہاں مذہبی اختلافات موجود ہیں اور گروہی وفاداریوں کی بنیاد پر اجتماعی قوت کمزور ہو سکتی ہے۔ عالمگیریت مغرب کے اتحاد کا مظہر ہے اور مسلمانوں کو مغلوب کرنے کا ذریعہ سے اور اگر ہمارے فرقہ وارانہ اختلافات بڑھ گئے تو پھر عالمگیریت بغیر کسی مزاحمت کے کامیاب ہو جائے گی۔ شعور اُمت کی پختگی، وحدت امت کا ادراک اور فرقہ وارانہ رواداری سے ہم روحانی تشخص کو مضبوط کر سکتے ہیں۔ یہی بچاؤ کا ذریعہ ہے اور اسی سے ہم وہ متبادل نظام دینے کے قابل ہوں گے جس میں انسانیت کی صلاح وفلاح مضمر ہے۔

مادی لائحہ عمل

مسلمان ممالک کا اجتماعی پلیٹ فارم موجود ہے لیکن مغرب نے اس کے اندر نقب لگائی ہوئی ہے۔ بعض ممالک دانستہ طور پر عالمی استعمار کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ او آئی سی میں یوگنڈا جیسے ممالک بھی شامل ہیں جس کا صدر عیسائی ہے اور مسلمان اقلیت میں ہیں۔ او آئی سی کو امت مسلم کا نمائندہ ہونا چاہیے اور بنیادی طور پر وہی ممالک اس کے رکن ہونے چاہئیں جہاں حکومتیں مسلمان ہیں۔ مسلم اقلیات کی شمولیت کا الگ نظام وضع کرنا چاہیے تا کہ پالیسی بناتے وقت کوئی غیر مسلم اس میں شامل نہ ہو۔ یہ خطرہ تو ہمیشہ رہے گا کہ کوئی مسلمان استعمار کا جاسوس ہو اور ذاتی اغراض کے لیے

امت سے غداری کرے لیکن جانتے بوجھتے غیر مسلم کو امت کے اجتماعی پلیٹ فارم میں شامل کرنا حماقت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ بدقسمتی سے او آئی سی نے اپنا کردار ادا نہیں کیا اور عملاً استعمار کے ہاتھ میں کھلونا ثابت ہوئی ہے۔ اسے صحیح خطوط پر منظم کر کے اس سے کام لیا جا سکتا ہے۔ مادی لائحہ عمل میں جہاں مشترکہ پلیٹ فارم کی مضبوطی اور عمدہ تنظیم شامل ہے وہاں کچھ اور اقدام بھی ضروری ہیں جو مفید ثابت ہو سکتے ہیں ۔ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

معیشت کا اپنا نظام

مغربی استعمار کے آغاز سے اب تک دنیا میں سرمایہ دارانہ نظام کا غلبہ چلا آ رہا ہے۔ ستّر سال کے قریب اشتراکی نظام نے متبادل معاشی تنظیم مہیا کی لیکن سرمایہ دار نے اس کا مقابلہ کیا۔ وقتی حک و اضافہ کے ساتھ اس نے اپنا دباؤ جاری رکھا اور بالآخر اشتراکی نظام بکھر گیا۔ اس دوران میں عوامی بہبود کے پروگرام متعارف کرائے، غریب ملکوں کو امداد دینے کے انتظامات کیے گئے لیکن زیادہ توجہ مغربی ممالک کے عوام پر رہی۔ ان کا معیارِ زندگی بلند کیا گیا، انہیں سہولتیں مہیا کی گئیں اور عوامی فلاح کے بہت سے پروگرام متعارف کرائے گئے۔ ترقی کے نئے پیمانے متعارف کرائے گئے اور غریب ملکوں کو قرض دے کر سود کی صورت میں اپنی معیشتوں کا انتظام کیا گیا۔ نام نہاد ترقی یافتہ ممالک کے مختلف کنسورشیم بنائے گئے جو تیسری دنیا کے ملکوں کو دیے جانے والے قرضوں کی تنظیم کرتے اور ان ملکوں سے سودی قسطوں کا بہاؤ جاری رہتا تاکہ ان ممالک کی مستقل آمدنی کا وسیلہ قائم رہے۔ ناروے جیسا چھوٹا ملک قرض دینے کی پوزیشن میں ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی پوری اٹھان استحصال پر ہے۔ سرمایہ دار وسیع پیمانے پر اشیاء تیار کر کے مارکیٹ میں لے آتا ہے اور پھر تشہیر کے ذریعہ سے اس کی کھپت کا انتظام کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ نئے خریدار اور نئی منڈیوں کی تلاش کا انتظام کرتا ہے۔ ایشیاء اور افریقہ کے بعض ممالک استعماری دور میں خام مال کے مراکز کے طور پر متعین کیے گئے جو اب تک چل رہے ہیں۔ ان ممالک میں قحط، غربت اور پسماندگی ہے

جب کہ ان کے خام مال پر چلنے والا سرمایہ دار دن بدن فربہ ہو رہا ہے۔ اس کی تجوریاں بھر رہی ہیں اور اس کے عشرت کدے آباد ہو رہے ہیں۔ اس استحصالی نظام کی بنیاد سود اور جوا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام نے بنکوں کے نظام کو مستحکم کیا اور اسٹاک ایکسچینج کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جو مفروضوں پر مبنی ہے۔ یہی نظام قیمتوں کا تعین کرتا ہے اور زر کی حیثیت متعین کرتا ہے۔ بڑے سرمایہ دار بازار حصص پر کنٹرول رکھتے ہیں اور Speculation کے ذریعہ سے زر کی قیمتوں کا تعین کرتے ہیں۔ حصص کی مارکیٹ معیشت کی قوت متعین کرتی ہے جو اکثر موہوم ہوتی ہے اور کسی وقت دھڑام سے گر سکتی ہے۔ عالمی ساہوکاروں نے پوری دنیا میں بنکوں اور سٹاک ایکسچینج کے اداروں کو متعارف کرایا اور اس طرح ہر ملک کی معیشت ان کے ہاتھ میں آ گئی۔ عالمی سرمایہ داروں کا ہاتھ نبض پر ہوتا ہے اور وہ کسی ملک کی موت و حیات کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔

اقبال نے کہا تھا:

این بنوک این فکر چالاک یہود — نور حق از سینہ آدم ربود

تاتہہ و بالا نہ گردد این نظام — دانش و تہذیب و دیں سودائے خام

مسلمان ممالک جب تک اپنا نظام معیشت ترتیب نہیں دیں گے اس وقت تک وہ سرمایہ دارانہ نظام کے چنگل سے نہیں نکل سکیں گے۔ اس نظام کی ترتیب کے کئی فکری و عملی زاویے ہیں جنہیں پیش نظر رکھا جا سکتا ہے۔ بدقسمتی سے عالمِ اسلام کے معیشت دان ذہناً مغرب سے مرعوب ہیں کیونکہ وہ اس نظام کے پروردہ ہیں۔ مسلمان ممالک کی جامعات سرمایہ دارانہ معیشت کے ماڈل کو سامنے رکھ کر وہی کچھ پڑھا رہی ہیں جو مغرب میں پڑھایا جا رہا ہے۔ کوئی ایک مجتہد بھی نہیں پیدا ہوا جو سود اور سٹاک ایکسچینج کی لعنت سے پاک معاشی نظام مرتب کر کے دے۔ جب تک سود، سٹہ اور جوا ختم نہیں ہوگا اس وقت تک مسلمان مملکتوں کے پنپنے کی کوئی امید نہیں۔ عالمگیریت اسی سودی نظام کو مزید مستحکم کرنے کا نظام ہے جسے عالمی ساہوکار منظّم کر رہے اور چلا رہے ہیں۔

حواشی

(1) The geographic dispersion of industrial and services activities and the cross border networking of companies. (The penguin dictionary of Economics).

(2) The rapid integration of economies worldwide through trade, financial flows, technology, spillovers, information networks and cross cultural currents. (International monetry fund, world Economic out look, May 1977)

(3) " The spread of free market capitalism to virtually every country in the world. (Thomas Friedman, The Lexus and the olive tree, 1999)

(4) Westernization and the acceptance of western business standards and political systems around the World (Mahatir Muhammad, 1999)

(5) According to Anthony Giddens globalization can be defined as "The intensification of World wide social relations which link distant localities in such a way that local happenings are shaped by events accruing many miles away and vice versa.

(6) Globalization is strong discourse to justify and legitimize power structure thatrespond to the interests of the big transnational corporate, finance capital and governments of the Industrialized countries. (French sociologist, Pierre Bourdieu).

(۷) الحجرات/۱۳

(۸) الانبیاء/۹۲، المومنون/۵۲۔ اس میں فاعبدون کی جگہ فاتقون ہے۔

(۹) ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الرجال/۵۹۱۔ مکتبہ دارالسلام ریاض

(۱۰) البقرۃ/۱۴۳

ہماری دیگر مطبوعات

☆ اسلام کی دس امتیازی خصوصیات	علامہ رشید رضا
☆ رسول اکرمؐ پیغمبر امن وسلامتی	مفتی محمد شفیع
☆ اسباب زوالِ اُمت	علامہ شکیب ارسلان
☆ رسول اکرمؐ کا منہاج دعوت	ڈاکٹر خالد علوی
☆ اسلام اور بنیادی انسانی حقوق	ڈاکٹر خالد علوی
☆ سیرتِ رسولؐ اور معاشی مساوات	مولانا محمد طاسین
☆ مسلکی اختلافات، حقیقت اور حل	مولانا فضل ربی
☆ عیسائیت کیا ہے؟	مولانا محمد تقی عثمانی
☆ افواہیں اور اس کے اثرات	ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی
☆ نظریۂ پاکستان	پروفیسر شریف المجاہد
☆ بچے کی تربیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں	ڈاکٹر امِ کلثوم
☆ مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ	ڈاکٹر احسان حقی
☆ اسلام کا نظریۂ ابلاغ	ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر
☆ ماں کی ذمہ داریاں	فرزانہ چیمہ

دعوۃ اکیڈمی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

پوسٹ بکس: 1485 اسلام آباد، پاکستان فون: 9261751~4, 2262031 فیکس: 2261648

ای میل: dawah@isb.compol.com ویب سائٹ: www.dawahacademy.org